اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

کے تجدیدی کارناموں کا نمایاں پہلو

مصنف: مولانا نسیم احمد صدیقی نوری

انجمن ضیاءِ طیبہ

نزد دفتر المؤذن حج و عمرہ سروسز، آدم جی داؤد روڈ، میٹھادر، کراچی۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

کے تجدیدی کارناموں کا نمایاں پہلو

مصنف

مولانا نسیم احمد صدیقی نوری

www.ziaetaiba.com

پیشکش
انجمن ضیاء طیبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم

سلسلۂ اشاعت	:	41
نام کتاب	:	اعلیٰ حضرت کے کارِ تجدید کا نمایاں اور انفرادی پہلو
مصنف	:	مولانا نسیم احمد صدیقی نوری
ضخامت	:	24
تعداد	:	2000
سن اشاعت	:	فروری 2007ء
ہدیہ	:	ایصالِ ثواب جمیع امت مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم

www.ziaetaiba.com

.... ناشر ....

ضیائی دارالاشاعت، انجمن ضیاء طیبہ

انتساب

زیر نظر کتاب "اعلیٰ حضرت کے کارِ تجدید کا نمایاں و انفرادی پہلو" کا انتساب شہدائے نشتر پارک بموقع جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علامہ مفتی مختار احمد قادری شہید، حضرت صاحبزادہ فرید الحسنین کاظمی شہید، حافظ تقی شہید، حاجی محمد حنیف بلو شہید، محمد عباس قادری شہید، محمد اکرام قادری شہید، عبدالقدیر عباسی شہید، آصف حسین ضیائی شہید، ذاکر حسین شہید، طلباء دارالعلوم نعیمیہ، حافظ محمد علی شہید، حافظ محمد احمد شہید، محمد فیصل شہید اور دیگر وابستان اہلسنت جو ۱۲ ربیع النور شریف ۱۴۲۷ھ میں شہید ہوئے اور شیخ الحدیث و تفسیر حضرت علامہ مولانا منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ۔

ان کے نام انتساب کرتے ہوئے بارگاہ رب ذوالجلال میں دعا ہے کہ یا اللہ ہر سنی مسلمان کو شہادت کی موت عطا فرما۔

آمین
محتاج دعا،
نسیم احمد صدیقی نوری

www.ziaetaiba.com

پیشِ لفظ

قارئینِ محترم! آپ کے علم میں ہے کہ انجمن ضیائے طیبہ گذشتہ 2سال قبل تشکیل دی گئی اور اس وقت سے تاحال بحمدہٖ تعالیٰ خدمتِ دین متین میں مصروف عمل ہے۔اب تک 40کتب شائع ہو کر ملک و بیرون ملک مفت تقسیم کی جاچکی ہیں۔اور بعض کتب کی مقبولیت کے پیش نظر ان کے متعدد ایڈیشن بھی شائع ہوئے ہیں۔ زیر نظر رسالہ "اعلیٰ حضرت کے کارِ تجدید کا نمایاں و انفرادی پہلو" انجمن کے سلسلۂ اشاعت میں 41ویں نمبر پر ہے۔ یہ مختصر رسالہ انجمن کے باقاعدہ قارئین و معاونین کے مطالعہ کے لیے نذر ہے۔ جبکہ اس کی اشاعت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے 88ویں عرس کی مناسبت سے درست وقت پر ہوئی ہے۔رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، مطالعہ کیجیے اور اس کے مؤلف مولانا نسیم احمد صدیقی نوری کے علم و عمل میں برکت کے لیے دعا کیجیے، کتاب کے ناشرین انجمن ضیاء طیبہ کے جملہ عہدیداران و اراکین، معاونین و منتسبین اور کل ملت اسلامیہ کے لیے دعابرائے شوکت و سلامتی ایمان و جان و مال و آبرو کیجیے۔ اور ماہِ ربیع الاول شریف کی شایانِ شان خیر مقدم کی تیاری کیجیے اور جشن عید میلاد النبی ﷺ پورے مذہبی جوش و خروش سے منایئے اور گذشتہ سال نشتر پارک میں شہید ہو جانے والے علماء و عوامِ اہلسنت کو خراجِ عقیدت پیش کیجیے۔ "اللہ تعالیٰ ایمان پر موت دے مدینے کی گلی میں۔"

www.ziaetaiba.com

آمین

سیّد اللہ رکھا ضیائی

بانی و سرپرست

انجمن ضیائے طیبہ

نحمدہٗ و نصلّی و نسلّم علیٰ رسولہِ الکریم ﷺ

علم تاریخ نے اپنے دامن میں اچھی اور بری ہر دوصفت کی حامل شخصیات کو سمیٹ کر پناہ دی ہے اس طرح انہیں زمانے کی دست برد اور شکستگی سے محفوظ کر دیا ہے تاکہ آئینۂ تاریخ میں ماضی کے عکس و نقش کا مشاہدہ حال و استقبال کو جاندار اور شاندار بنانے میں معاون ہو۔ لیکن بعض شخصیات کا پیکرِ احساس اتنا جاندار و شاندار ہوتا ہے کہ جنہیں تاریخ محفوظ رکھنے کا اہتمام کرے یا نہ کرے وہ شخصیات اپنی تاریخ آپ مرتب کر لیتی ہیں اس لیے کہ وہ عہد ساز اور تاریخ ساز ہستیاں ہوتی ہیں یہ شخصیات اپنی پہچان کے لیے مؤرخ کی محتاج نہیں ہوتیں بلکہ ان نادر زمن ہستیوں کے خوبصورت تذکرے کو تاریخ اپنے صفحات کی زینت بنانے کے لیے خود محتاج ہے اور مؤرخ ان کے تذکرے لکھ کر خود کو متعارف کرانے کا محتاج ہوتا ہے۔ ایسی ہی عہد ساز ہستیوں میں اہل بیت کرام اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر آئمہ مجتہدین تک نیز اولیاءِ کرام سے لے کر علماءِ دین اور مجددین تک شامل ہیں۔

رسالہ ہٰذا کی تالیف کے ذریعے مجددین کرام کے کارناموں پر تبصرہ کرنا مقصود نہیں ہے اس کا مطالعہ کرنا ہو تو راقم کی ایک ضخیم تصنیف "ضیاء المجددین" (ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب شائع ہو گی) سے رجوع کیجیے۔ اس مختصر رسالے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مجدد، محقق و محدث بریلوی رضی اللہ عنہ کے تجدیدی کارناموں

کے ایک نمایاں اور انفرادی پہلو کو اجاگر کرنا مقصود ہے کہ جس کے مطالعہ سے اعلیٰ حضرت کی عظمت و فضیلت کا ایک نیا باب کھلتا ہے۔

قارئین محترم جانتے ہیں، کہ ہر صدی میں ایک یا ایک سے زائد مجددین ہوتے ہیں جو کہ دین کی احیاء و تجدید کرتے ہیں، یہ مجددین جغرافیائی اعتبار سے عالم اسلام میں کسی بھی شہر میں ہو سکتے ہیں وہ شہر اسلامی ریاست میں شامل بھی ہو سکتا ہے یا کسی غیر اسلامی قلمرو کا حصہ ہو سکتا ہے۔ پندرہ صدیوں کے مجددین کی سوانحی زندگی کا حاصلِ مطالعہ یہ ہے کہ بعض مجددین کے جائے ولادت کا جغرافیہ ان کی تعلیمی و تربیت کے جغرافیہ سے مختلف ہے، تبلیغ و تجدید دین کی درسگاہ اور فیوضاتِ روحانی کی خانقاہ کا جغرافیہ کچھ اور ہوتا ہے یعنی ناموافق حالات کا اثر مجددین پر بھی ہوتا ہے اور اپنی زندگی میں، تحصیل علم و تلاشِ مرشد اور فکر معاش کے باعث انہیں کئی کئی بار ہجرت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ آیئے پہلے ہم حدیث مجدد کا مطالعہ کرتے ہیں۔

انجمن ضیاءِ طیبہ
www.ziaetaiba.com

نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی حدیث مبارکہ مُجدّد کے بارے میں

حدثنا سلیمان بن داؤد المھری نا ابن وھب اخبرنی سعید بن ابی ایوب عن شراحیل بن یزید المعافری عن ابی علقمہ عن ابی ھریرہ فیما اعلم عن رسول اللہ ﷺ قال "ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃٍ من یجدّد لھا دینھا قال ابو داؤد رواہ عبدالرحمٰن بن شریح الاسکندرانی لم یجز بہ شراحیل.[1]

ترجمہ: "امام ابوداؤد کہتے ہیں، ہمیں بتایا سلیمان بن داؤد مہری ان کو ابن وہب نے کہ مجھے خبر دی سعید بن ابی ایوب نے، انہوں نے روایت کیا شراحیل بن یزید العافری سے انہوں نے روایت کیا ابی علقمہ سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، میرے علم کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! "بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر صدی کے آخر حصے پر ایک ایسے شخص کو قائم فرمائے گا جو اس کے لیے دین کو از سرِ نو درست کر دیا کرے گا۔" امام ابوداؤد (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ عبدالرحمٰن، ابن شریح اسکندرانی سے روایت کرتے ہیں اور شراحیل سے آگے تجاوز نہیں کرتے۔

1۔ سنن ابی داؤد جلد دوم صفحہ ۱۴۱۔

www.ziaetaiba.com

اس حدیث شریف کو امام حاکم نیشا پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۰۵ھ / ۱۰۱۵ء) نے "المستدرک" جلد ۴، صفحہ ۵۲۲ (مطبوعہ بیروت) پر، امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۶۰ھ / ۹۴۱ء) نے "معجم الاوسط" میں، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ / ۱۵۰۵ء) نے "جامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر" جلد اول صفحہ ۱۱۵ اور دوسری تالیف "الدررُ المنتشرہ فی الاحادیث المشتہرہ للسیوطی صفحہ ۲۷" اور تیسری تالیف "جمع الجوامع، رقم الحدیث ۵۱۶۹" اور چوتھی تالیف "تفسیر در منثور، جلد اول، صفحہ ۳۲۱" (مطبوعہ بیروت و حلب) پر، امام عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "کشف الخفاء، جلد اول، صفحہ ۲۸۲" میں، امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "البدایہ والنہایہ، جلد ۶، صفحہ ۲۸۹، جلد ۹ صفحہ ۲۰۶، جلد دہم صفحہ ۲۵۳" میں، امام ابو نعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۰ھ / ۱۰۳۸ء) نے "حلیۃ الاولیا" میں، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکامل، جلد اول صفحہ ۱۲۳" میں، امام علی متقی رحمۃ اللہ علیہ نے "کنز العمال، رقم الحدیث ۳۴۶۲۳" امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۵۸ھ / ۱۰۶۶ء) نے "المدخل" اور "المعرفۃ" اور "مناقب الشافعی" جلد اول صفحہ ۵۵ میں، امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح الباری جلد ۱۳، صفحہ ۳۰۸" میں، علامہ طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرۃ الموضوعات، صفحہ ۹۱" میں، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخیص مستدرک، جلد ۴، صفحہ ۵۲۲" میں، خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ بغداد، جلد دوم، صفحہ ۶۱" میں، کے علاوہ "مسند حسن بن سفیان" اور "مسند بزار" میں اور امام محمد بن عبد اللہ شیخ ولی الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ / ۱۳۴۱ء) نے "مشکوۃ المصابیح" کتاب العلم صفحہ ۳۶ پر اور امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

"جامع المسانید والسنن" کے تتمہ کی جلد ۳ صفحہ ۵۵۲ (مسند ابی ہریرہ کی حدیث رقم ۶۲۰۹ جبکہ جامع کی حدیث رقم ۱۵۴۵۱) اور گروہِ نجدیہ کے شیخ ناصر الدین البانی کی تالیف " سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، رقم ۵۹۹" پر بھی مرقوم ہے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

"اتفق الحفاظ علی تصحیحه منهم الحاکم فی المستدرك و البهیقی فی المدخل ومن نصّ علی صحته من المتاخرین الحافظ ابن حجر وقد نهج المقدمون۔"[1]

"اس حدیث کی صحت پر حفاظ کا اتفاق ہے جن میں حاکم مستدرک میں اور بیہقی مدخل میں اور متاخرین میں حافظ ابن حجر عسقلانی شامل ہیں۔"

امام سیوطی نے درج ذیل حدیث بھی نقل فرمائی ہے۔

"قال سفیان بن عُیینه بلغنی انه یخرج بکل مائة سنةً بعد موت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم صص ء رجل من العلما بقوی الله به الدّین۔"[2]

"حضرت سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ہر سو سال پر عُلماء میں سے ایک ایسا شخص ظاہر ہو گا جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ دین کو قوت عطا فرمائے گا۔"

1۔ مرقات الصعود حاشیہ ابو داؤد جلد دوم ص ۲۴۱۔

2۔ عین الودود، جلد دوم شرح ابو داؤد صفحہ ۲۴۱۔

مُجدّد کیوں آتا ہے؟

متذکرہ احادیث کے مطابق ہر صدی کے آخر میں مجدّد تشریف لاتے رہے ہیں، جب عقیدہ و عمل میں فساد برپا ہوتا ہے اور معاشرہ فسق وفجور میں مُبتلا ہو جاتا ہے اور گمراہ گر مُفسدین اپنی ریشہ دوانیوں سے اسلامی معاشرہ میں ارتداد فی الدین کی تحریک فرسودہ تحقیق و اجتہاد کے نام سے چلاتے ہیں جس کے نتیجے میں کتاب و سنت پر عمل ترک ہونے لگتا ہے، اور دین کی شکل مسخ ہونے لگتی ہے، تو مجدّد اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق علوم ظاہری (عقلیہ و نقلیہ) شریعت و طریقت اور علم لدّنی سے آراستہ اور جرأت و استقامت کے حُسنِ عمل سے پیراستہ ہو کر نبی کریم ﷺ کا مظہر ہو کر نیابت کا حق ادا کرتا ہے، دین کے چہرے پر پڑی گرد و غبار کو صاف کر کے اس کے چہرے کے حُسن کو نکھارتا ہے اہل ضلالت و بدعت کی بیخ کنی کرتا ہے، عقیدہ و عمل کے فساد کو دور کر کے خوش عقیدگی کو فروغ دیتا ہے، مجدّد کو اپنے کار منصبی کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ کی تائید و حمایت حاصل ہوتی ہے جبکہ ہم عصر عُلماء، اولیاء، اتقیاء، نقباء، نُجباء، صلحاء و اصفیاء اور عرفاء کی معاونت و نصرت بھی حاصل ہوتی ہے۔ اب تک قدیم و جمہور علماء و محققین کے نزدیک مسلمہ مجددین کی ایک فہرست نذرِ قارئین ہے۔

www.ziaetaiba.com

مجدّدین کی فہرست

پہلی صدی: حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز، حضرت خواجہ حسن بصری، حضرت سیّدنا امام باقر رضی اللہ عنہم

دوسری صدی: حضرت سیدنا امام شافعی، حضرت امام حسن بن زیادہ حنفی، حضرت اشہب مالکی، حضرت معروف کرخی، حضرت امام علی رضا، حضرت یحیٰی بن معین رضی اللہ عنہم

تیسری صدی: حضرت امام ابو جعفر طحاوی حنفی، حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل، حضرت امام ابو الحسن اشعری، حضرت امام ابو منصور ماتریدی، حضرت امام محمد بن جریر طبری، حضرت قاضی ابو العباس احمد بن شریح شافعی، حضرت امام عبد الرحمن نسائی، حضرت امام ابو یعلیٰ احمد موصلی رضی اللہ عنہم

چوتھی صدی: حضرت ابو بکر محمد خوارزمی حنفی، حضرت عباسی خلیفہ حضرت قادر باللہ، حضرت امام ابو بکر بن باقلانی، حضرت ابو حامد اسفرائنی، حضرت ابو الطیب صعلوکی رضی اللہ عنہم

پانچویں صدی: حجۃ الاسلام حضرت امام محمد بن غزالی، حضرت امام فخر الدین حنفی، حضرت امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک الجوینی، حضرت امام ابو اسحٰق شیرازی، حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رضی اللہ عنہم

چھٹی صدی: حضرت سیّدنا غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی، حضرت امام فخر الدین رازی حنفی، حضرت سلطان نور الدین زنگی، حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی، حضرت عبد الرحمٰن بن جوزی محدث رضی اللہ عنہم

ساتویں صدی: حضرت امام تقی الدین ابن دقیق العید، حضرت شیخ الاسلام عز الدین بن عبد السلام، حضرت مولانا جلال الدین رومی،

www.ZiaeTaiba.com

حضرت سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز، حضرت مخدوم شرف الدین یحیٰ منیری، حضرت شیخ عمر شہاب الدین سہروردی، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی، حضرت بادشاہ وقت سلطان التمش، حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہم

آٹھویں صدی: حضرت امام زین الدین عراقی، حضرت علامہ شمس الدین جزری، حضرت امام سراج الدین بلقینی، حضرت شاہ سمنان حضرت اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہم

نویں صدی: حضرت امام جلال الدین سیوطی شافعی، حضرت امام شمس الدین سخاوی، حضرت شیخ محمد شمس الدین حنفی رضی اللہ عنہم

دسویں صدی: حضرت امام ملا علی قاری حنفی، حضرت امام شہاب الدین رملی، حضرت امام شیخ علی متقی بن حسام الدین، حضرت شیخ محمد طاہر پٹنی رضی اللہ عنہم

گیارہویں صدی: امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی، حضرت شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی، حضرت میر عبد الواحد بلگرامی، حضرت علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی رضی اللہ عنہم

بارہویں صدی: حضرت ابو المظفر محی الدین اورنگزیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی، حضرت شاہ کلیم اللہ چشتی دہلوی، حضرت شیخ غلام نقشبند لکھنوی، حضرت قاضی محب اللہ بہاری، حضرت امام

عبد الغنی نابلسی، حضرت امام ملا احمد جیون، حضرت امام محمد عبد الباقی زرقانی مالکی، حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی، حضرت شاہ فقیر اللہ علوی افغانی ثم سندھی رضی اللہ عنہم

تیرہویں صدی: حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، حضرت شاہ غلام علی دہلوی، حضرت شیخ محمد راشد سائیں روضے دھنی، حضرت علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی، حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی، حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی، حضرت شاہ آل رسول مارہروی، حضرت شاہ فضل رسول بدایونی رضی اللہ عنہم

چودھویں صدی: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث و محقق بریلوی، حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی، حضرت شیخ محمد اسماعیل یوسف نبہانی رضی اللہ عنہم

پندرھویں صدی: مفتی اعظم حضرت ابو البرکات محی الدین آل رحمان محمد مصطفی رضا خاں فقیہہ بریلوی، استاذِ حرم حضرت شیخ سیّد محمد علوی مالکی رضی اللہ عنہما

ایک اہم تجزیہ:

www.ziaetaiba.com

متذکرہ مجددین کے سوانحی مواد کے مطالعہ کے بعد راقم کے نزدیک اکثر (یعنی نوے فیصد) مجددین کرام اور ان کے معاونین کو اپنی تحریک اصلاح و تجدید کے لیے موافق و سازگار حالات میسر آئے، بعض کو اسلامی ریاست میں کام کرنے کا موقع ملا اور مسلم فرمانروا کا تعاون بھی حاصل رہا۔ پندرہ صدیوں میں،

تیسری صدی کے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام عبدالرحمن نسائی رحمۃ اللہ علیہ کو ابتلاو آزمائش کے کئی مرحلے درپیش ہوئے، چھٹی صدی میں حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کو ناموافق حالات کا سامنا کرنا پڑا، گیارھویں صدی میں امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو شدائد اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا، تیرھویں صدی میں حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ قید وبند کی صعوبتوں ہی میں وصال فرماگئے۔ اکثر مجددین کرام کو کام کرنے کے لیے زرخیز زمین ملی اور جنہیں سنگلاخ زمین پر شجر اسلام کی آبیاری کرنے کی دشواریوں سے گزرنا پڑا تو ایسا وقت بھی آیا جب حالات ساز گار و موافق ہوگئے۔ متذکرہ مجددین کرام میں اکثر خلافتِ بنو عباس، حکومت سلاجقہ، سلاطین دہلی اور سلطنتِ عثمانیہ کے ادوار میں خلعتوں سے نوازے بھی گئے اور اسلامی معاشرے میں عزت و کامرانیاں بھی حاصل کیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ پر قید وبند کی مصیبتیں کچھ عرصہ رہیں، ازاں بعد حکمراں طبقے ہی میں ان حضرات کے موافقین و ہمنوا پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانیوں اور ایثار کے جذبات کو قبول فرما کر سب کے لیے انہیں مقبول کر دیا۔ تیرھویں صدی تک ہم دیکھتے ہیں، حکومت اگرچہ کمزور اور بے دست و پا رہی مگر بہر طور برصغیر کے مختلف حصوں میں مسلمان حکمران رہے، انگریز سامراج کی مکمل عملداری، ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد قائم ہوئی اور یہی چودھویں صدی کے مجدد کی ولادت کا زمانہ ہے۔

www.ziaetaiba.com

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک تجدید کا نمایاں پہلو:

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی ایسے دور میں گزری جس میں انگریزی حکومت کے ظلم و ستم اور ہندوؤں کی متعصبانہ سرگرمیاں عروج پر رہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اسلامیانِ برصغیر کے عقائد میں بگاڑ کی مفسدانہ تحریکیں بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ایک چیلنج کے طور پر سامنے آئیں۔ ناموافق اور نا مساعد حالات میں کوئی بھی عالمِ دین استقامت کا کوہِ گراں ثابت نہ ہوا، جبر و استبداد کے ایسے دور میں اسلامیانِ برصغیر کی راہنمائی کے لیے جغرافیائی اعتبار سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مشرقی و جنوبی ہندوستان میں جبکہ تاجدارِ گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مغربی و شمالی ہندوستان میں تحریک اصلاح و تجدید کا آغاز کیا۔ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے محافظت و صیانتِ دین کے لیے جو مکھی لڑائی کی، ایک ہی وقت میں انگریزوں، ہندوؤں، قادیانیوں، وہابیوں، رافضیوں اور دیوبندیوں سے نبرد آزما رہے، نیز اسی کے ساتھ ساتھ سائنسی ایجادات و تحقیقات کے نام پر ان فتنہ سامانیوں کا بھی قلع قمع کیا جو مسلم دانشوروں کو زہریلے فلسفیانہ تخیلات و نظریات دیگر اسلامی اصول و مبادیات سے دور کر رہی تھیں۔

مجدد امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ علم و فضل کا وہ خورشید ہیں کہ جس کی جلوہ گری انیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر تا بیسویں صدی کے ربع اوّل کے عرصہ پر محیط ہے، اور یہ دور جس قدر پر آشوب تھا بلادِ اسلامیہ میں کوئی دور بھی ایسا نہیں گذرا، فتنوں کی بیخ کنی اور فسادِ اُمت کے ذمہ دار مفسدین کو بے نقاب کرنے کے لیے امام احمد رضا نے فقہی بصیرت اور مدبرانہ فراست کے ذریعے ملت کی

راہنمائی کا جو فریضہ انجام دیا وہ صرف آپ ہی کا خاصہ تھا۔ آپ نے جو شمع عشق رسالت فروزاں کی وہ آج بھی ملت کے لیے مینارۂ نور ہے۔ اور آئندہ بھی اس کی چمک دمک ماند نہیں پڑے گی۔ (ان شاء اللہ جل مجدہ والرّسول علیہ الصلوٰۃ والسلام)

امام احمد رضا کا سینہ علوم و معارف کا خزینہ اور دماغ فکر و شعور کا گنجینہ تھا، اپنے بیگانے سب ہی معترف ہیں کہ شخصی جامعیت، اعلیٰ اخلاق و کردار، قدیم و جدید وعلوم و فنون میں مہارت، تصانیف کی کثرت، فقہی بصیرت، احیاء سنت کی تڑپ، قوانین شریعت کی محافظت، زہد و عبادت اور روحانیت کے علاوہ سب سے بڑھ کر قیمتی متاع و سرمایہ عشق ختمی مرتبت (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) میں ان کے معاصرین میں ان کا کوئی ہم پلہ نہ تھا اور غالباً نہیں، بلکہ یقینا آج بھی سطور بالا صفات میں عالم اسلام میں امام احمد رضا کا ہمسر کوئی پیدا نہیں ہوا۔

فتنوں کا سیلاب اور تنہا امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا حسینی رضی اللہ عنہ کردار:

جب دین اسلام کی اساسیات اور ایمان کی جملہ فروعات و جزئیات پر بیک وقت مشرق و مغرب سے حملے ہو رہے تھے، ایسے موقع پر ضرورت تھی کہ مشرق میں فتنہ اٹھانے والے منافقین کا مقابلہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لازوال ہتھیار سے کیا جائے اور مغرب کے ملحد سائنسدانوں کے کائنات سے متعلق گمراہ کن نظریات کا مقابلہ کلام الٰہی کی شایان شان تفسیر "لَا تَبۡدِیۡلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ" کے یقین محکم کے اجالوں میں کیا جائے۔ مشرکین (ہنود) و (آریہ سماج)، نصرانی و یہودی، نیچری مفسدین، فتنہ وہابیت، قادیانی فتنہ، توہین باری تعالیٰ کا فتنہ، غیر مقلدین کا فتنہ، تفضیلیت، رافضیت، ناصبیت، متصوفہ باطلہ کا فتنہ، انکار

حدیث کا فتنہ، ملت و وطن کی مثلیت کا فتنہ، (یعنی ہندو مسلم اختلاط) اتحاد بین المسلمین کی آڑ میں ندوہ کا فتنہ، اساسیات اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے سائنسی تحقیقات کا فتنہ، الغرض فتنہ و فساد کی چہار طرف سے سیلابی یلغار کو روکنے کے لیے تیرہویں صدی کے آخر سے لے کر چودھویں صدی ہجری کے نصف تک مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے معاصرین علماء اہلسنت کو ساتھ لے کر صف آراء ہوئے اور ہراول دستہ کے سالار کی حیثیت سے کار تجدید دین و ملت کا فریضہ انجام دیا۔ فقیر کے ہم وطن خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں"۔

امام احمد رضا:

وہ ایک شخص ہی نہیں تھا بلکہ وہ ایک نظریہ تھا، عقیدہ تھا، مسلک تھا، مشرب تھا، انجمن تھا، کانفرنس تھا، کتب خانہ تھا، لائبریری تھا، وہ علوم و معارف کا کوہ گراں بھی تھا، بحر زخار بھی تھا، وہ درسگاہ بھی تھا، اور خانقاہ بھی تھا۔

امام احمد رضا:

آسمان علم و حکمت کا درخشاں آفتاب تھا، گلستان طریقت و معرفت کا شاداب پھول، علم ظاہر کا جاہ و جلال اور علم باطن کی زندہ مثال، وہ دن کے اجالے میں میدان قلم کا شہسوار اور رات کی تاریکی کا عابد شب زندہ دار تھا، مناظر تھا، مقرر تھا، مصنف تھا، مولف تھا، مفسر تھا، معقولی تھا، منقولی تھا، خطیب تھا، فصیح تھا، بلیغ تھا، فقیہہ تھا، وجیہہ تھا۔

امام احمد رضا:

ماہر الٰہیات و فلکیات تھا، ماہر ریاضیات و طبعیات تھا، ماہر نجوم توقیت تھا، ماہر علم الادویات و علم الابدان تھا۔

امام احمد رضا:

وہ اپنے وقت کا ابو حنیفہ و شافعی تھا، وہ غزالی بھی تھا اور رازی بھی تھا وہ رومی بھی تھا اور محی الدین بھی، وہ درسگاہ کی نوک پلک سے آشنا اور خانقاہ کے اسرار و رموز کا ہمراز تھا۔[1]

سب سے پہلے پٹنہ سنی کانفرنس ۱۳۱۸ھ /۱۸۹۷ء میں تاج الفحول حضرت شاہ عبد القادر اور جن مشاہیر علماء و مشائخ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو مجدد مائۃ حاضرہ کی حیثیت سے جانا اور مانا، ان علماء کی طویل فہرست رقم کرنے کے لیے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ بزرگوں کے اسماء گرامی سے برکت حاصل کرنے کے لیے چند نام سطور ذیل میں ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔(۱) حضرت قدوۃ الواصلین زبدۃ العارفین مولانا سیّد شاہ ابو الحسن احمد نوری میاں صاحب وارث سجادہ قادریہ برکاتیہ خانقاہ کلاں مارہرہ شریف (۲) سید ناشاہ ابو القاسم عرف شاہ جی میاں صاحب سجادہ نشیں خانقاہ صادقیہ برکاتیہ (۳) حضرت عارف باللہ سیّد شاہ مہدی حسن میاں صاحب سجادہ نشیں خانقاہ برکاتیہ نوریہ (۴) حضرت تاج الفحول محب الرسول مولانا شاہ عبد القادر صاحب قادری برکاتی معینی سجادہ نشین

1۔ دیوبند کی خانہ تلاشی صفحہ ۲۰۔

خانقاہ قادریہ معینیہ بدایوں شریف (۵) حضرت مطیع الرسول مولانا شاہ عبدالمقتدر صاحب بدایونی (۶) شہید فی نصرۃ الدین حضرت مولانا شاہ عبدالقیوم صاحب عثمانی قادری بدایونی (۷) حضرت مولانا علامہ محمد وصی احمد صاحب محدث سورتی پیلی بھیتی (۸) مولانا علامہ حکیم خلیل الرحمن خان صاحب پیلی بھیتی (۹) حضرت سلطان الواعظین مولانا ابوالفضل شاہ عبدالاحد صاحب قادری پیلی بھیتی (۱۰) حضرت ضیاء الاسلام محمد ضیاء الدین صاحب قادری (۱۱) حضرت مولانا شاہ محمد سلامت اللہ صاحب اعظمی رامپوری (۱۲) حضرت مولانا شاہ ظہور الحسن صاحب فاروقی رامپوری (۱۳) حضرت شیر بیشہ اہل سنت مولانا شاہ ہدایت رسول صاحب نوری لکھنوی رامپوری (۱۴) حضرت مولانا شاہ عبدالسلام صاحب قادری جبلپوری (۱۵) حضرت مولانا شاہ محمد بشیر صاحب قادری جبلپوری (۱۶) حضرت برہان ملت مولانا برہان الحق قادری جبلپوری (۱۷) حضرت حاجی منشی محمد لعل خان قادری مدراسی (۱۸) حضرت مولانا شاہ احمد حسن کانپوری (۱۹) حضرت مولانا شاہ عبید اللہ الہ آبادی کانپوری (۲۰) حضرت مولانا شاہ حبیب الرحمن صاحب کانپوری (۲۱) جناب مولانا شاہ مشتاق احمد امداد اللہ کانپوری (۲۲) مولانا قاضی عبدالغفار صاحب بنگلوری (۲۳) عمدۃ الواعظین شبیہ غوث الاعظم حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی جیلانی سجادہ نشین کچھوچھہ شریف (۲۴) حضرت مولانا سعید احمد اشرف صاحب کچھوچھہ شریف (۲۵) حضرت مولانا شاہ محمد فاخر صاحب بیخود الہ آبادی (۲۶) حضرت مولانا شاہ عمر الدین صاحب قادری ہزاروی (۲۷) حضرت مولانا قاضی عبدالوحید

رئیس عظیم آبادی جنہوں نے سنی کانفرنس میں پرُزور قصیدہ اعلیٰ حضرت کے متعلق پڑھا:

وعالم اہل سنت مصطفانا مجدد عصرہ الفرد الفرید

جس کو سیکڑوں علماء کرام نے سنا اور بخوشی قبول کیا اور کسی نے انکار نہ کیا تو گویا اس لقب پر اجماع علماء اہل سنت وجماعت ہوا اسی وجہ سے اعلی حضرت کے نام باہر سے جتنے خطوط آیا کرتے جن کی مجموعی تعداد سیکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں تک پہنچتی ہے ان سب میں نام نامی کے ساتھ اعلی حضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ، مؤید ملت طاہرہ، یہ چار صفتیں ضرور ہوا کرتی تھیں اور یہ علماء اہل سنت ہندوستان ہی پر موقوف نہیں علماء حرمین شریفین ودیگر ممالک اسلامیہ نے حضور پرنور کو اسی لقب سے یاد فرمایا ہے۔)[1]

علماء حرمین میں حضرت مولانا سیّد اسماعیل خلیل مکی، استاذ علماء حرم مولانا سعید اللہ مفتی شافعیہ، خطیب مکہ معظمہ علامہ شیخ ابوالخیر مراد، حضرت مولانا صالح کمال فقیہہ حنفی، حضرت مولانا شیخ علی بن صدیق کمال مکی، شیخ الدلائل حضرت علامہ عبدالحق مہاجر مکی (الہ آبادی) حضرت مولانا سیّد مرزوق ابو حسین مکی، مفتی عابد حسین مالکی مکی، مولانا جمال بن محمد مکی، مولانا اسعد بن احمد (مدرس حرم شریف)، شیخ عمر بن ابی بکر، مولانا علی بن حسین مالکی، مولانا محمد یوسف مکی (مدرسہ صولتیہ)، مولانا محمد بن یوسف خیاطی، مولانا محمد صالح بن محمد مکی، مولانا شیخ محمد سعید یمانی، مولانا حامد احمد محمود جداوی کے علاوہ شیخ المشائخ حضرت شاہ امداد

1۔ ماخوذ "ماہنامہ پاسبان" کا اعلیٰ حضرت نمبر صفحہ 65-66۔

اللہ مہاجر مکی رحمہم اللہ جب کہ علماء مدینہ المنورہ میں حضرت تاج الدین الیاس مفتی حنفیہ، مولانا عثمان بن عبد السلام داغستانی، مولانا سید شریف احمد جزائری مالکی، حضرت خلیل بن ابراہیم خرپوتی، مولانا سید محمد سعید مدنی، مولانا محمد بن احمد عمری، مولانا سید عباس بن محمد رضوان، مولانا عمر بن حمدان مدنی، مولانا سید محمد بن مدنی رحمہم اللہ اجمعین۔

خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

امام اہلسنّت کا مجدد ہونا حسن صورت یا امارت یا ریاست یا کثرت تلامذہ وحلقہ ارادت کی وسعت غرض کہ اس قسم کے دوسرے عوارضات پر مبنی نہیں بلکہ کشور علم کا تاجدار جس وقت سیف قلم لے کر رزمگاہ حق وباطل میں اُترا ہے اپنے تو اپنے غیروں نے بھی گھٹنے ٹیک دیئے اور تجدید نام ہی ہے انسان کی اس صفت راسخہ کا، جس کی قوت سے وہ وقت کی بڑی سے بڑی طاقت پر قابو یافتہ ہو کر حق وباطل کے درمیان خط امتیاز کھینچتا ہے۔[1]

آپ کی اسی انفرادیت کے بارے میں سید ریاست علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

www.ziaetaiba.com

"امام احمد رضا کی شخصیت میں بیک وقت کئی سائنس داں گم تھے، ایک طرف ان میں ابن الہیثم جیسی فکری بصارت اور علمی روشنی تھی تو دوسری طرف جابر بن حیان جیسی صلاحیت، الخوارزمی اور یعقوب الکندی جیسی کہنہ مشقی تھی، تو

1۔ ماہنامہ پاسبان، الہ آباد کا امام احمد رضا نمبر صفحہ ۳۱۔

دوسری طرف الطبری، رازی اور بو علی سینا جیسی دانشمندی، فارابی، البیرونی، عمر بن خیام، امام غزالی اور ابن ارشد جیسی خداداد ذہانت تھی دوسری طرف امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے فقیہانہ وسیع النظری اور غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی وابستگی اور لگاؤ کے تحت عالی ظرف امام احمد رضا کا ہر رخ ایک مستقل علم و فن کا منبع تھا ان کی ذہانت میں کتنے ہی علم و عالم، گم تھے۔"[1]

شمسی تقویم کی بیسویں صدی عیسوی اور قمری تقویم کی چودھویں صدی ہجری میں شانِ تجدّد اور محی ملت و دین کی حامل ذات امام احمد رضا کے سوا کسی اور کی قرار نہیں دی جاسکتی، اور اس صدی کو جیسے مجدّد و مصلح کی ضرورت تھی وہ تمام کمالات و اوصاف بدرجہ اتم اعلیٰ حضرت میں نظر آتے ہیں۔ دین اسلام کی اساسیات اور ایمان کی جملہ فروعات و جُزئیات پر بیک وقت مشرق و مغرب سے حملے ہو رہے تھے، ایسے موقع پر ضرورت تھی کہ مشرق میں فتنہ اُٹھانے والے مُنافقین کا مقابلہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لازوال ہتھیار سے کیا جائے اور مغرب کے مُلحد سائنس دانوں کے کائنات سے متعلق گمراہ کن نظریات کا مقابلہ کلامِ الٰہی کی شایانِ شان تفسیر، "لَا تَبۡدِیۡلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہ" کی بدیہیات و یقینیات کے اجالے میں کیا جائے۔ چودھویں صدی ہجری میں ملت اسلامیہ کی اصلاح کے لیے جن علمی گوشوں اور شعبہ ہائے حیات میں قولاً و عملاً کام کی ضرورت تھی وہ تمام تقاضے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے پورے کیے ایک ایک علم پر لکھا... اور ایک ایک فن پر لکھا... اور لکھتے ہی چلے گئے... مردہ علوم کو کئی صدیوں بعد زندہ کیا، بعض علوم

1۔ معارف رضا جلد ششم صفحہ 124۔

اپنی اختراعات سے خود ایجاد فرمائے۔ امام کے اسلوب تحریر میں امام اعظم سے لے کر دیگر علماء و دانشور اور ہئیت دان کے کارناموں سے مزین دوسری صدی تا ساتویں صدی ہجری کی تصویر نظر آنے لگی، اسلامیان ہند ہی نے نہیں بلادِ عرب و مغرب اور افریقہ نے بھی اپنے اسلاف کے ماضی کو جیتا جاگتا محسوس کیا، تہذیب و تمدن اسلامی کے تابناک دور کی روشنی امام احمد رضا کی تحریروں سے پھوٹتی محسوس ہوئی۔

ماہر رضویات، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود مظہری مجدّدی ایجاد و اختراع کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

"ایجاد و اختراع کا دار و مدار فکر و خیال پر ہے، خیال کو اساسی حیثیت حاصل ہے، قرآن کریم میں خیالوں کی ایک دنیا آباد ہے اور عالم یہ ہے

مجبور یک نظر آ، مختار صد نظر جا!

ہر خیال اپنے دامن میں صدیوں کے تجربات و مشاہدات سمیٹے ہوئے ہے، جس نے قرآن کی بات مانی اس نے مختصر زندگی میں صدیوں کی کمائی کمالی۔ امام احمد رضا انہیں سعادت مندوں میں سے تھے جنہوں نے سب کچھ قرآن سے پایا، وہ قرآن کا زندہ معجزہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم لدنّی اور فیض سماوی سے نوازا تھا۔"[1]

1۔ امام احمد رضا اور علوم جدیدہ و قدیمہ، مطبوعہ ادارہ مسعودیہ کراچی، صفحہ ۸۔۷۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت سائنسداں:

زمانۂ طالب علمی میں ایک مرتبہ امام احمد رضا کو جیومیٹری کی گتھیاں سلجھاتے ہوئے دیکھ کر والد گرامی حضرت مولانا نقی علی خان نے فرمایا، ”بیٹا یہ تمام علوم تو ذیلی و ضمنی ہیں تم علوم دینیہ کی طرف متوجہ رہو، بارگاہِ رسالت سے یہ علوم تمہیں خود عطا کر دیے جائیں گے۔“ پھر واقعی دنیا نے دیکھا کہ کسی کالج و یونیورسٹی اور کسی سائنسی علوم میں ماہر کی شاگردی کے بغیر تمام سائنسی علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل ہوئے اور ایسے مشاق ہوگئے کہ علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر سر ضیاء الدین کو ریاضی کے ایک لاینحل مسئلہ کے جواب کے لیے امام احمد رضا سے رجوع کرنا پڑا اور امام احمد رضا نے فی البدیہہ جواب لکھ کر دیا، جبکہ ڈاکٹر سر ضیاء الدین صاحب مسئلہ کے حل کے لیے جرمنی جانا چاہتے تھے۔ بریلی کے بوریا نشین کی جدید علوم و فنون پر اس مہارت کو ڈاکٹر سر ضیاء الدین ملاحظہ کر کے حیران و ششدر تو تھے ہی مزید حیرانگی اس وقت بڑھی جب یہ معلوم ہوا کہ اس مولوی صاحب نے کسی غیر ملکی درسگاہ سے علوم جدیدہ کی تحصیل کے لیے کبھی رجوع نہیں کیا بلکہ یہ ذات خود ہی مرجع ہے۔ خلائق میں سے کوئی دنیا کے لیے اور کوئی دین کے لیے یہیں رجوع کرتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بیساختہ کہا کہ علم لدنی کے بارے میں صرف سنا ہی تھا آج آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اعلیٰ حضرت نے علوم سائنس میں اپنی خداداد مشاقی کی بنیاد پر ان علوم کی قد آور شخصیات بابائے طبعیات ڈیمو قریطس (۳۷۰ قبل مسیح) بطلمیوس (قبل مسیح)، ابن سینا (۹۸۰ تا ۱۰۳۷ء) نصیر الدین طوسی (متوفی ۶۷۲ء)، کوپر نیکس (۱۴۷۳ء تا

۱۵۴۲ء) کیپلر (۱۵۷۱ء تا ۱۶۳۰ء)، ولیم ہر شل (سترہویں صدی عیسویں)، نیوٹن (متوفی ۱۷۲۷ء) ملاجونپوری (متوفی ۱۶۵۲ء) گلیلیو (۱۶۴۲ء) آئن اسٹائن (۱۸۷۹ تا ۱۹۵۶ء) اور البرٹ ایف پورٹا (۱۹۱۹ء) کے نظریات کارڈ اور ان کا تعاقب کیا ہے، جبکہ ارشمیدس (متوفی ۲۱۲ق۔م) کے نظریہ وزن، حجم و کمیت، محمد بن موسیٰ خوارزمی (۲۱۵ھ /۸۳۱ء) کی مساوات الجبراء اور اشکال جیومیٹری، یعقوب الکندی (۲۳۵ھ /۸۵۰ء)، امام غزالی (۴۵۰ھ تا ۵۰۵ھ / ۱۰۵۹ء تا ۱۱۱۲ء)، امام رازی (۵۴۴ھ تا ۶۰۶ھ /۱۱۴۹ء تا ۱۲۱۰ء) کے فلسفۂ الٰہیات، ابوریحان البیرونی (۳۵۱ھ تا ۴۴۰ھ /۹۷۳ء تا ۱۰۴۸ء)، ابن الہیثم (۴۳۰ھ /۱۰۳۹ء)، عمر الخیام (۵۱۷ھ /۱۱۲۳ء) کے نظریاتِ ہیّت و جغرافیہ، ڈیمو قریطس کے نظریہ ایٹم اور جے جے ٹامس کے نظریات کی تائید کی اور دلائل عقلیہ سے پہلے آیات قرآنیہ پیش کیں۔ امام احمد رضا پر یہ عطا... یہ نوازش ..... یہ کرم..... یہ عنایت ..... یہ التفات..... یہ فیض..... سب کچھ محض اس بنا پر تھا کہ اعلیٰ حضرت کو اسلام کی عظیم انقلابی قوت جذبہ عشق رسول ﷺ حاصل تھا اور اسی والہانہ عشق سے مسلمانوں کی دینی ترقی، سیاسی کامیابی، علم کی ترویج، معاشی و عمرانی استحکام اور ثقافتی و تمدنی الغرض ہر سطح کی کامیابیاں و کامرانیاں وابستہ ہیں حقیقت ہے کہ جسے محبت رسول کا صادق جذبہ ہاتھ آگیا دین و دنیا کی تمام دولت اسی کے دامن میں آکر سمٹ جاتی ہیں، امام احمد رضا کا یہی تجدیدی کارنامہ ہے جس کے سب ہی معترف ہیں۔

دنیا میں جہاں کہیں بھی غلبہ دین اسلام یا احیاء اسلامی کی تحریکیں اٹھی ہیں وہ عشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرہونِ منت رہی ہیں انگلستان کے ایک مشہور مستشرق پروفیسر ایچ۔ اے گب نے اپنی کتاب اسلامک کلچر میں لکھا ہے،

"تاریخ اسلام میں بارہا ایسے مواقع آئے ہیں کہ اسلام کے کلچر کا شدت سے مقابلہ کیا گیا ہے لیکن بایں ہمہ مغلوب نہ ہو سکا اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ صوفیا کا اندازِ فکر فوراً اس کی مدد کو آجاتا تھا اور اس کو اتنی قوت و توانائی بخش دیتا تھا کہ کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔[1]

صوفیا کا یہی پیغام "محبت رسول ﷺ" تھا کہ جسے اعلیٰ حضرت نے اپنی تمام زندگی اپنا کر اپنی تصنیفات و تالیفات کی روشنائی کے ذریعے ملت اسلامیہ کو منور کیا، آپ کو معلوم تھا کہ اگر مسلمانوں کے دل عشق رسالت مآب ﷺ سے خالی ہوگئے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت بھی نہ تو انہیں اپنی کھوئی عظمت واپس دلا سکتی ہے اور نہ اصلاح و تجدید کی ہزاروں تحریکیں انہیں اپنی منزل مراد تک پہنچا سکتی ہیں۔ مغربی استعمار کی مذموم سازش یہی تھی کہ مسلمانوں میں سے جذبہ عشقِ رسول ﷺ کو نکال دیا جائے، جس کی طرف شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے بھی یوں اشارہ کیا ہے:

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

1۔ اسلامک کلچر، صفحہ ۲۶۵، مطبوعہ لندن ۱۹۴۲ء۔

اعلیٰ حضرت کا یہ تجدیدی کارنامہ ہے کہ آپ نے نبی کریم ﷺ کے بشری و انسانی اوصاف و کمالات کے ساتھ ساتھ معجزاتی و نورانی پہلوؤں کے بلند و بالا کمالات نبوت اور فضائل و شمائل کو احاطہ تحریر میں لاکر ملت اسلامیہ کی روحانی اقدار کو تنزلی کا شکار ہونے سے بچالیا، آپ نے اپنی علمی درسگاہ اور روحانی خانقاہ بریلی سے، اس پر فتن دور میں ملتِ اسلامیہ کے سفینے کو ساحل مراد تک پہنچانے کے لیے جو کچھ ضروری تھا وہ اقدامات کیے۔ ہندوستان کے مشہور و ممتاز عالم و ادیب مولانا عبدالجبار رہبر اعظمی اپنے مقالہ میں نہایت جامعیت سے اعلیٰ حضرت کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں،

"جب شاطرانِ مذہب نے قرآن کے تراجم میں کتر بیونت کر کے اسلامیوں کے عقائد پر حملہ کرنا چاہا تو اس قوم کو قرآن عظیم کا صحیح ترجمہ دیا، جب فریب کاروں نے اس کی تفسیر میں اپنی رائے شامل کر کے قوم کو گمراہ کرنا چاہا تو مسلمانوں کو ہوشیار رکھنے کے لیے "تمہید ایمان بآیات القرآن" دیا، جب اہل ضلالت نے ملت کو سنت کا نام لے کر احادیث کے غلط معانی و مطالب بتانے شروع کیے تو اس نے اہلِ ایمان کو سینکڑوں کتابیں دیں۔ جب اہل بدعت نے تقلید کے لباس میں غیر مقلدیت اور فقہ کے روپ میں حیلہ سازیوں اور گمراہیوں سے امت کے اعتقادات و اعمال کو زخمی کرنا چاہا تو اس نے قوم کو وہ لازوال فتاویٰ دیے جو اپنے دلائل و براہین سے ہمیشہ تابندہ رہیں گے۔ دشمنانِ اسلام نے جب اس ذات قدوس اور بے عیب خدا پر کذب کے معنی درست کر کے اسلامی عقیدہ توحید پر ضرب لگانے کی کوشش کی تو اس کا قلم ان کے لیے شمشیر خار شگاف بنا،

جب شاتمانِ نبوت نے مسلمانوں کے عقائد نبوت کو مجروح کرنا چاہا تو اس کا قلم ان پر ذوالفقارِ حیدری بن کر ٹوٹا۔ جب دین ومذہب کے ڈاکوؤں نے مومنوں کے سینوں سے عظمت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھین لینے کا خواب دیکھا تو ان کے خوابوں کے قلعے کو تعبیر سے پہلے اس کی زبان، قلم اور عمل نے مسمار کر کے رکھ دیا، جب مکاروں نے پیری اور شیخی کے لبادے اوڑھ کر ملت کے دل کے فانوس میں بزرگانِ دین وعمائدین اسلام کی عقیدت کے جلتے چراغ کو بجھانے کے لیے ناپاک تمناؤں کے محلات تعمیر کیے تو اس نے سعی پیہم سے ان کو زمین بوس کر کے تہس نہس کر دیا۔ جب مولویت نما عیاروں نے آثار اسلام اور مقامات مقدسہ کی عزمت وحرمت کو غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دماغ سے نکال پھینکنے کی جرأت کی تو اس کی زبان پاک اور قلم بیباک نے ان کی چالاکیوں کے پردوں کو چاک کیا سینے کہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے، مسیح موعود کے نام کا فتنہ ہو یا مہدی معہود کے نام کا، شانِ نبوت کی توہین کا ہو یا فضائل رسالت کی تنقیص کا، نیچریت کا ہو یا دہریت کا، تقلیدی ہو یا غیر مقلدیت کا، تفضیلیت کا ہو یا رافضیت کا، خارجیت کا ہو یا بدعیت کا ان تمام فتنوں کے سینوں میں اس کا قلم اسلام وسنیت کی شمشیر وسناں بن کر اُتر گیا اور اس کی زبانِ حق ترجمان اسلامیوں کے لیے سپر بن گئی۔

www.ziaetaiba.com

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے؟ کہ یہ وار وار سے پار ہے [1]

امام احمد رضا کے تمام مجددانہ کمالات جذبہ عشق رسول میں مضمر ہیں۔

1۔ ماہنامہ قاری دہلی امام احمد رضا صفحہ ۲۷۰۔

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی

(اقبال)

امام احمد رضا کے علم نے تمام شعبہ ہائے علوم کا آپ کی شخصیت نے بحیثیت قائد و راہنما تمام شعبہ ہائے حیات کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ جناب سید محمد جیلانی بن سیّد محامد اشرف ایڈیٹر "المیزان" بمبئی امام احمد رضا کے تبحر علمی کے متعلق یوں رقمطراز ہوتے ہیں۔

"اگر ہم ان کی علمی و تحقیقی خدمات کو ان کی 66 سالہ زندگی کے حساب سے جوڑیں تو ہر 5 گھنٹے میں امام احمد رضا ایک کتاب ہمیں دیتے نظر آتے ہیں، ایک متحرک ریسرچ انسٹیٹیوٹ کا جو کام تھا امام احمد رضا نے تن تنہا انجام دے کر اپنی جامع شخصیت کے زندہ نقوش چھوڑے۔[1]

سچ کہا ہے شاعر نے۔

معارف کا سمندر موجزن ہے جسکے سینے میں
وہ مقبولِ درِ خیر البشر احمد رضا تم ہو

www.ziaetaiba.com

وادی رضا کی کوہِ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھیے وہ علاقہ رضا کا ہے
اگلوں نے بہت کچھ لکھا ہے علم دین پر
لیکن جو اس صدی میں ہے تنہا رضا کا ہے

1۔ المیزان، امام احمد رضا نمبر مارچ ۱۹۷۶ء۔

قارئین محترم! یہ حقیقت ہے کہ اسلامی ریاست و سلطنت کے ساقط ہو جانے کے بعد برصغیر کی ملت اسلامیہ جس خوف اور جبر کے دور سے گزری ہے اس میں ایمان اور اعمال کو مفسدین کی پھیلائی ہوئی آلودگی سے بچا کر، حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ کرم سے وابستہ رکھنے کی سعی پیہم کرنے کا اعزاز صرف اور صرف امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے۔

رشک آتا ہے...... امام احمد رضا پر کہ وہ کسی بھی محاذ پر کسی بھی دشمن دین سے نہ ڈرے اور نہ جھکے..... اور یہی اللہ کے ولیوں کی پہچان ہے کہ انہیں کوئی خوف نہیں ہوتا۔ قرآن مجید نے امتحان و آزمائش کے پانچ مرحلوں میں (خوف، بھوک و پیاس، مال کا نقصان، جان کا نقصان، اولاد کا نقصان) سب سے پہلے خوف کا ہی ذکر کیا ہے۔

ہوا تھی گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا تھا
وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیے تھے انداز خسروانہ

www.ziaetaiba.com

......الاختتام.....

اقوال اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ جو اللہ سے ڈرے اس کے لیے اللہ نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو۔

۲۔ اولیاء اللہ کی سچے دل سے پیروی کرنا اور مشابہت کرنا کسی دن ولی اللہ کر دیتا ہے۔

۳۔ نعت کہنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔

۴۔ جس کا ایمان پر خاتمہ ہو گیا اس نے سب کچھ پالیا۔

۵۔ جس سے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ۔

www.ziaetaiba.com

اثبات المولد والقیام

قطب الارشاد حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی فرماتے ہیں:

میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل پوچھنے والے اے عالموں!

یادرکھو! میلاد شریف کی محفل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال شان پر دلالت کرنے والی آیات، صحیح احادیث، ولادت باسعادت، معراج شریف، معجزات اور وفات کے واقعات کا بیان کرنا ہمیشہ سے بزرگان دین کا طریقہ رہا ہے۔ لہٰذا تمہارے انکار کی ضد کے سوا کوئی وجہ نہیں اگر تم مسلمان ہو اور محبوب رب العالمین سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال سننے کا شوق ہے تو (ہمارے) پاس آؤ اور سنو (تاکہ) تمہیں پتہ چلے کہ ہمارا دعویٰ حقیقت پر مبنی ہے۔ محفل میلاد وعظ و نصیحت ہے اس کے لیے جو کان لگائیں اور متوجہ ہوں۔

ہم تمام ملت اسلامیہ کو لمحۂ فکریہ دیتے ہیں کہ ماہ ربیع الاول میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اظہار مسرت کرتے ہوئے ایک دوسرے کو ہدیۂ تہنیت و تبریک پیش کریں۔

منجانب

انجمن ضیاء طیبہ